بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاکستان میں لاقانونیت کے اسباب......!

دنیا کے نقشے پر پاکستان کا وجود کسی معجزے سے کم نہیں ہے۔ایک ایسی ریاست جو دوقومی نظریے کی بنیاد پر قائم ہوئی اور لاکھوں افراد کی قربانیوں سے جس کا حصول ممکن ہوا۔ بانیانِ پاکستان نے قرآن وسنت کو ملک کا قانون اور آئین قرار دیا اور یہ دعویٰ کیا کہ پاکستان دنیا کے لیے ایک آئیڈیل اسلامی ملک ہوگا۔ جس میں قانون کی بالادستی' عدل وانصاف' شخصی آزادی' انسانی بنیادی حقوق کا تحفظ' امن وامان' عزت' مال' جان اور آبرو کی حفاظت ریاست کی اولین ذمہ داری ہوگی۔ ہر شخص کی بنیادی ضرورتیں تعلیم' صحت' رہائش' خوراک بھی پوری کریں گے۔عوام کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی پسند سے حکومت تشکیل دیں۔

لیکن بدقسمتی سے یہ تمام دعوے صدابصحرا ثابت ہوئے۔ان میں سے کوئی ایک بات بھی مکمل نہ ہوسکی۔ بانی پاکستان کی رحلت کے بعد ایسے لوگ برسراقتدار آئے جو خودغرض لالچی اور زر کے پجاری نکلے۔اقتدار کی ہوس میں جنہوں نے آئین کو پامال کیا۔ وطن عزیز کو دولخت کردیا گیا۔قانون شکنی' زبردستی' ہٹ دھرمی کے کلچر کو فروغ دیا گیا۔ مار دھاڑ' قتل و غارت' اغواء' جھوٹے مقدمات' قید و بند کے ذریعے اقتدار کو طول دیا گیا۔ یہ سلسلہ ساٹھ سال سے جاری ہے۔

پاکستان میں اقتدار پر زبردستی قبضہ جمانے کے لیے جو انداز اور اسلوب اختیار کیا جاتا ہے' اس نے لاقانونیت کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔جس کے اثرات زندگی کے تمام شعبوں میں محسوس کیے جاتے ہیں۔عام آدمی بھی قانون شکنی کرتے ہوئے یہی دلیل تراشتا ہے کہ اگر اسلحہ اور قوت کے زور پر اقتدار حاصل کیا جاسکتا ہے تو میں اپنی حیثیت کے مطابق ایسا کیوں نہیں کرسکتا۔ آج ہمارے معاشرے میں کرپشن' بددیانتی' خیانت' جھوٹ' وعدہ خلافی' چور بازاری' ملاوٹ' لوٹ مار نظر آرہی ہے۔اس کا سبب حکمران طبقہ ہے۔عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے' 'الناس علی دین ملوکھم' ' کہ لوگ اپنے حکمرانوں کے رہن سہن اور طریقہ کار کے مطابق ہوں گے۔آج یہ مقولہ پاکستان پر بالکل صادق آتا ہے۔وطن کے محافظ ہی ملک فتح کرنے لگیں۔ باڑ ہی فصل کو کھانے لگے۔تو اس کا انجام

کیا ہوگا؟ آج معاشرے کے تمام طبقوں میں یہ رجحان پروان چڑھ رہا ہے کہ قانون شکنی کوئی جرم نہیں ہے۔ بڑا چھوٹے کو کھا رہا ہے۔ مفاد پرست دونوں ہاتھوں سے بے بس عوام کو لوٹ رہے ہیں۔ مہنگائی کا عفریت بوتل سے باہر آ چکا ہے۔ ایک طرف چینی کا سکینڈل ہے تو دوسری طرف پٹرول' ڈیزل کے ذریعے لوٹ مار اور اب آٹے کا شدید بحران' جس نے غریب عوام کا جینا دوبھر کر دیا۔

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ حکمرانوں کی بود و باش' ان کا طرزِ عمل اور اندازِ حکمرانی سے عوام ضرور متاثر ہوتی ہے۔ جس کے اثرات اعلیٰ سے ادنیٰ پر نمایاں ہوتے ہیں۔ ویسی گفتگو' ویسا لباس اور وہی طرزِ عمل اختیار کر لیتے ہیں۔ بلکہ حکمرانوں کی چھوٹی غلطی کو دلیل بنا کر اس کے کارندے بڑی دلیری سے بڑے جرم کر لیتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کی بہت عمدہ ترجمانی کی ہے۔

اگر زباغ رعیت ملک خورد سیبی   برآورند غلامان او درخت از بیخ
بہ پنج بیضہ کہ سلطان روا دارد   زنند لشکر یانش ہزار مرغ تسیخ

''اگر حکمران قوم کے باغ سے ایک سیب توڑ کر کھائے گا تو اس کے غلام پورا درخت جڑ سے اکھاڑ دیں گے۔ اگر حکمران قوم کے پانچ انڈے چھین لے گا تو اس کا لشکر ہزار مرغیاں سیخ پر جڑ دے گا۔''

اس وقت اگر عوام قانون شکنی کرتے ہیں' بے راہ روی اختیار کیے ہوئے ہیں' لادینیت کی طرف مائل ہیں تو اس کا کریڈٹ حکمرانوں کو جاتا ہے۔ جن کے نقش قدم پر قوم چل رہی ہے۔ اسلامی تاریخ میں سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دورِ حکومت مثالی تھا۔ لوگوں میں بے پناہ خوشحالی تھی۔ پیسے کی فراوانی تھی۔ ڈھائی سالہ دورِ اقتدار میں کوئی زکاۃ لینے والا نہ تھا۔ لیکن لوگوں میں نیکی کا رجحان تھا۔ ایک دوسرے کو ملتے تو پوچھتے آج کتنے نفل پڑھے۔ کتنی عبادت کی قرآن حکیم کتنا پڑھا۔ حجاج بن یوسف کے دور میں لوگ قتل و غارت اور مار دھاڑ کی باتیں کرتے۔ غرض جیسا حکمران ویسے لوگ ہو جاتے ہیں۔

آج ہماری حالت بھی وہی ہے۔ حکومت اسلام بیزاری کا اظہار کرتی ہے تو عوام میں ایسا طبقہ موجود ہے جو ان کی تائید کرتا ہے۔ لادینیت کو فروغ دیتی ہے تو عوام میں ایسے لوگ ہیں جو عملی شکل میں سامنے آتے ہیں۔ مدارس کے خلاف باتیں کرتے ہیں تو لوگ بھی دینی مدارس پر لعن طعن کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کسی نے مدرسہ دیکھا تک نہیں۔ اقتدار پر زبردستی قبضہ ہے تو قبضہ مافیا پوری قوت کے ساتھ سامنے موجود ہے۔ روشن خیالی کے نام پر مادر پدر آزادی کا راستہ کھول رہے ہیں تو ایسے من چلے بھی انہیں دستیاب ہیں۔ غرض کون سا ایسا کام ہے جو حکومت کر رہی ہے اور عوام ان کے ہمراہ نہیں ہے۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم چونکہ رمضان المبارک میں عمرہ پر جاتے تھے' لہٰذا لوگوں میں بھی یہ رجحان پیدا ہوا۔ شلوار قمیص کو فروغ ملا۔ دفاتر میں نمازوں کا اہتمام ہونے لگا۔ بلاشبہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ لوگ اپنے حکمرانوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ اس لیے صاحب اقتدار لوگوں کو یہ بات ہزار بار سوچنی چاہیے کہ ان کے طرزِ عمل کو دیکھ کر لوگ رنگ پکڑتے ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو لوگ بھی صحیح ہیں' ورنہ بگاڑ کی مکمل ذمہ داری حکمرانوں پر آتی ہے۔